فکر و نظر ـــــ اسلام آباد　　　جلد: ۳۶　　　شمارہ: ۳، ۴

مبہمات القرآن میں ایک اہم خطی کتاب

ڈاکٹر احمد خان ☆

مبہمات القرآن ایک ایسا مفید علم ہے، جو قرآن کریم میں وارد کلمات، اسماء، اشارے، نزول آیات کے اسباب، ملوک، اقوام و ملل، مقامات، اشیاء جن کے ضمن میں قرآنی آیات نازل ہوئیں، ان سے بحث کرتا ہے۔ ان مبہمات کی اصل یا حقیقت معلوم کرنے میں علماء نے مقدور بھر سعی کی، نتیجۃً اختلاف آراء بھی رہا، پھر بھی اس حقیقت کی تلاش میں کئی فضلاء سرگرداں رہے۔

قرآن کریم کی تفسیر کا یہ پہلو، اس میں وارد اسماء کی اصل یا مشار الیہ یا نزول آیات و سور کی مزید توضیح کرتا ہے۔ اس علم کو قرآنی علوم میں ایک خاص مرتبہ حاصل ہے اور اسے قرآن فہمی کے لیے بے حد ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس علم کے بارے میں ایک جیّد عالم کہتے ہیں:

> أن من أشرف علومه، واطرف مفهومه علم ماأبهم فيه من اسماء الذين نزلت في أوصافهم الآيات، و كانوا سببا لما فيه من الاخبار والحكايات(۱)

۲۔ قرآن کریم میں وارد ایسے مبہم اسماء، کلمات اور اعلام کے بارے میں کوئی ایک واضح بات کہنا بے حد دشوار ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ کیوں کہ جن ایسے اسماء سے متعلق قرآن حکیم خود کچھ نہ کہہ رہا ہو اس کے بارے میں مفسرین حضرات میں کیسے اتفاق ہو سکتا

☆ مرکز حماية المخطوطات العربية، ۳۲۳۔ شہزاد ٹاؤن، اسلام آباد۔

ہے۔ ایسے مبہمات قرآن کریم میں بے شمار وارد ہوئے ، بلکہ یوں بھی ہوا ہے کہ ہر عالم کے نزدیک مبہمات اور غیر مبہمات کی تشریح مختلف ہونے کے سبب، ان کے ہاں مبہمات کی مقدار بھی کم و بیش ہوتی رہی ہے۔ کسی عالم کے نزدیک قرآن کریم کا ایک امر مبہم کے زمرے میں آتا ہے تو دوسرے کے ہاں غیر مبہم میں۔ علاوہ بریں جن مبہم کلمات یا اسماء کی توضیح و تشریح میں آراء قائم ہوئی ہیں، ان کے مدلول میں بھی علماء کا کافی اختلاف چلا آرہا ہے۔

مفسرین کے ہاں ایسے مبہمات کی تشریح کرنا بے حد مشکل رہا ہے اور کئی آیات کی تفسیر کے ضمن میں اسباب نزول کے اندر کسی واضح پوزیشن میں نہ ہونے کی وجہ سے کچھ حضرات نے اسباب نزول سے انکاری کا پہلو نکال لیا ہے، اور ان اضطرابی کیفیات کی وجہ سے قرآن کریم کی تفسیر میں اس علم یعنی اسباب النزول کو پیش نظر نہ رکھنے کا مشورہ دیا ہے۔

۳۔ بایں ہمہ اس علم سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ قرآن فہمی اور توضیح و تشریح قرآنی میں اس علم کو ابتدائی علم ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس لیے کہ اس علم سے اسلاف کا بڑا گہرا تعلق رہا ہے۔ امام بخاریؒ نے بتایا ہے کہ ابن عباسؓ کہتے تھے کہ: " میں ایک سال تک اس تگ و دو میں رہا کہ حضرت عمر فاروقؓ سے یہ پوچھوں کہ جن عورتوں کے بارے میں ظہار کہا گیا تھا وہ کون کون تھیں"۔ اسی طرح حضرت عکرمہؓ نے بیان کیا ہے کہ اس شخص کا نام معلوم کرنے کے لیے میں نے چودہ سال لگا دیئے جس کے بارے میں قرآن کریم میں آیا ہے" من یخرج من بیتہ مہاجراً الی اللہ و رسولہ ثم یدرکہ الموت" (النساء: ۱۰۰) اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس علم سے کس قدر لگاؤ تھا۔(۲)

۴۔ اس علم میں سبقت کے علاوہ زیادہ علماء کا تعلق اندلس سے ہے۔ ان میں سب سے مقدم ابو زید عبدالرحمٰن بن الخطیب ابی محمد بن عبداللہ السہیلی (ف ۵۸۱ھ) ہیں، جنہوں نے "کتاب التعریف والاعلام بما ابہم فی القرآن من الاسماء والاعلام" لکھ کر قرآن کریم کے اس تفسیری پہلو کو اجاگر کیا اور علماء و خواص کو اس طرف متوجہ

کیا۔ (۳)

اندلس کے ایک دوسرے عالم محمد بن احمد بن سلیمان الزہری الاندلسی (ف ۶۱۷ھ) نے کتاب التعریف سے مستفید ہو کر یا اسے دیکھے بغیر ایک کتاب لکھی جس کا عنوان "کتاب البیان فیما ابھم من الاسماء فی القرآن" تھا۔ (۴)

امام سہیلی کی کتاب کو مکمل کرنے کی کوشش ایک اندلسی عالم ابن عسکر، ابو عبداللہ محمد بن علی بن خضر بن ہارون (ف ۶۲۶ھ) نے کی، اور اپنی اس کتاب کا نام "التکمیل والاتمام لکتاب التعریف والاعلام" رکھا۔ اس مضمون میں اسی کتاب کا مختصر تعارف مقصود ہے۔

ابن فرتون جو ابن عسکر کے معاصر اور ان کے غالباً شاگرد بھی تھے، انہوں نے مالقہ اور الجزیرۃ میں جیّد علماء سے استفادہ کیا۔ یہ صاحب شمالی افریقہ سے ۶۳۵ھ میں اندلس داخل ہوئے اور امام سہیلی کی کتاب کا ابن عسکر کی طرح استدراک لکھا جس کا عنوان تھا "الاستدراک والاتمام علی السہیلی فی کتابہ التعریف والاعلام"۔ ان صاحب کا مکمل نام ابو العباس احمد بن یوسف بن احمد بن یوسف السلمی الفاسی (ف ۶۶۰ھ) تھا۔ (۵)

اس سلسلے کی اگلی کڑی ابن جماعۃ، بدر الدین بن محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ (ف ۷۳۳ھ) کی کتاب "غررالتبیان فیم لم یسمّ فی القرآن" ہے جس کے بارے میں علامہ سیوطی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب امام سہیلی کی کتاب التعریف اورابن عساکر (جو صحیح ابن عسکر ہے) کی کتاب التکمیل کا مجموعہ ہے۔ (۶) مگر حقیقت امر یہ ہے کہ یہ ان دونوں کتابوں کا مجموعہ تو کجا ان کتابوں کا اختصار بھی نہیں ہے۔ بلکہ ابن جماعہ نے ابن عسکر کی کتاب سے بہت کم لیا ہے، اور پھر ابن جماعہ کے یہ مختصر افادات بے حد مختصر بلکہ بعض تو صرف اشارے ہی ہیں۔ کہتے ہیں ابن جماعہ نے پہلے التبیان فی مبہمات القرآن لکھی، جو بہت مفصل تھی۔ بعد ازاں اسے مختصر کیا اور یہ غررالتبیان کی صورت میں سامنے آئی۔

بلنسیہ کے ایک جیّد عالم محمد بن علی بن احمد الاوسی الشہید البلنسی (ف ۷۴۶ھ) نے امام سہیلی کی کتاب التعریف اور ابن عسکر کی کتاب التکمیل دونوں کو جمع کیا، پھر اس میں دیگر اضافات کے علاوہ مزید مبہمات کی توضیحات لکھیں اور کافی تفصیل سے کام لیا۔ ادبی شخصیت ہونے کے ناطے یہ عالم لغوی اور ادبی نکات کے علاوہ بے شمار اشعار اپنی کتاب میں لائے ہیں۔(۷) اس کتاب کا عنوان تھا: صلة الجمع و عائد التذييل لموصول كتابى الاعلام والتكميل۔

دسویں صدی ہجری میں علامہ جلال الدین سیوطی (ف ۹۱۱ھ) کہتے ہیں اس علم میں دو کتابیں لکھیں، مگر صرف ایک کتاب " مفحمات الاقرآن فی مبہمات القرآن " کے عنوان سے ہمارے سامنے آئی ہے، جو بے حد مختصر ہے۔(۸)

جلال الدین سیوطی کے شاگرد ابن نصر نے اپنے استاد کی کتاب مفحمات الاقرآن کے ذیل کے طور پر ایک کتاب لکھی جس کا عنوان کتاب " التكميل والاتمام فى ذيل مفحمات الاقرآن "تھا۔(۹)

علامہ الطریحی، فخر الدین بن علی بن احمد بن طریح الرماحی النجفی (ف۱۰۸۵ھ) نے اس علم میں ایک کتاب بعنوان "كشف غوامض القرآن" تالیف کی ہے۔(۱۰)

عربی زبان کے اس سنہری سلسلے کی آخری کتاب ڈاکٹر عبدالجواد خلف عبدالجواد کی تالیف ہے، جس کا عنوان" الياقوت والمرجان فى تفسير مبهمات القرآن" ہے۔(۱۱)

۵۔ ان جملہ تالیفات پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ امام سہیلی کے نزدیک مبہمات کی مقدار کم تھی، جبکہ ان کے بعد کے علماء کے ہاں یہ مقدار بڑھتی چلی گئی۔ یہ علمی کمی کی بناء پر ہوا یا علماء کی قرآن فہمی میں کم ہمتی کے سبب، یا عامۃ الناس تک قرآنی تعلیمات عام کرنے کے لیے، تاہم جوں جوں زمانہ گزرتا گیا مبہمات میں اضافہ ہوتا گیا۔

ہر کتاب میں مؤلف کے مزاج و علم کا دخل ہوتا ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ علم میں مدون کتب کا بھی یہی حال ہے۔ محمد بن علی البلنسی کی کتاب صلۃ الجمع میں لغوی و ادبی نکات کی کثرت ہے۔ جبکہ ابن جماعہ کی کتاب میں چھوٹے چھوٹے افادات کی بہتات، جو حد درجہ مختصر ہیں۔ ان کے مقابلے میں علامہ سیوطی کی کتاب تو بے حد مختصر ہے۔ جیسے کہ اوپر بتایا ہے، اندلسی علماء کو اس علم سے زیادہ لگاؤ رہا ہے، چنانچہ انہوں نے جو کتابیں اس میدان میں تحریر کیں، وہ زیادہ جامع، مفصل، مستند اور عمدہ آراء پر مشتمل ہیں۔

—۲—

جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے، اس موقعہ پر علم مبہمات کی صرف ایک کتاب التکمیل والاتمام لکتاب التعریف والاعلام کا مختصر تعارف مقصود ہے، جو امام سہیلی کی کتاب پر اضافہ اور اس کا استدراک ہے۔ امام سہیلی کے انداز میں لکھی گئی اس کتاب میں ابن عسکر نے ان مبہمات کو لیا ہے اور نہ چھوا ہے جو امام سہیلی اپنی کتاب میں لے چکے ہیں۔ الا یہ کہ ان مبہمات میں کسی قسم کی تاریخی، علمی اور ادبی معلومات میں کوئی غلطی وارد ہوئی ہو۔ جن مقامات پر ایسا ہوا ہے ابن عسکر نے متعلقہ سورہ کے آخر میں لفظ "تنبیہ" کے تحت ان معلومات کی تصحیح کی ہے۔

۲۔ اس کتاب کے مؤلف ابو عبداللہ محمد بن علی بن خضر بن ہارون الغسانی، جو ابن عسکر کے نام سے معروف تھے، مالقہ کے قریب ایک گاؤں میں ۵۸۴ھ کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ ابوالحجاج بن الشیخ، ابوالقاسم بن سمجون، ابوالحسن بن الشقوری، ابو الخطاب بن واجب، ابو محمد بن القرطبی، ابو علی الرندی اور قاضی عیاض وغیرہ سے کسب علم کیا۔ امام سہیلی کے بیک واسطہ شاگرد تھے۔ مالقہ میں کافی عرصہ تک نائب قاضی کے عہدے پر فائز رہے۔ بعدازاں قاضی کے عہدے پر ترقی اور اسی منصب پر فائز تھے کہ ۶۳۶ھ میں انتقال کیا۔ التکمیل کے علاوہ چھ سات کتابوں کے مولف ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے شاعر بھی تھے۔(۱۲) امام سیوطی نے بغیۃ الوعاۃ میں اس جلیل القدر عالم کے بارے میں لکھا ہے :

"کان نحویا، ماھرا، مقرئاً، حجودا، متوقد الذھن، متفنناً فی جملہ معارف ذا حظ صالح من رواۃ الحدیث ، تاریخیا، حافظا، فھیما، مشاورا، دربا بالفتوی، متین الدین، تام المروءۃ ، سنیا فاضلا، معظما عندالخاصۃ والعامۃ، حسن الخلق، جمیل العشرۃ، رحیب الصدر، مسارعا الی قضاء حوائج الناس، شدید الاجمال، محسنا لمن اساء الیہ، نفاعا بمالہ و جاھہ، سمحا بذات یدہ، متقدما فی عقد الوثائق، بصیرا بمعاینھا، سریع القلم، والبدیھہ فی انشا النظم والنثر مع البلاغۃ" (۱۳)

اتنے جملہ اوصاف کا حامل کوئی اور عالم شاذ ہی ہوا ہوگا۔

۳۔ ابن عسکر نے اپنی کتاب التکمیل والاتمام میں قرآن کریم کے مبہم وارد اسماء کو ان کی صفات، کنیت، انبیاء علیہم السلام کے مشہور انساب، مذکور ملوک اور بادشاہوں کی مختصر تاریخ، صحابہ کرام، سابقہ اقوام و ملل کے قصے، تاریخی تفصیلات، ادبی نکات، لغوی تشریحات، یا جو معلومات مختصر دیکھیں ان کی تفصیل دی ہے۔

اس میدان میں دیگر کتابوں اور اس کتاب میں واضح طور پر فرق یہ بھی ہے کہ ان صاحب کا علمی مرتبہ کافی بلند ہونے کے سبب انہوں نے جو افادات بڑھائے ہیں، وہ ہر طور مکمل، مستند، اور دلائل سے پر ہیں۔ جن افادات میں عام علماء میں اختلاف کا پہلو پایا جاتا ہے، ان میں ابن عسکر نے ایک خاص رائے قائم کی ہے۔ جو یونہی سطحی علم کی بناء پر نہیں بلکہ پختہ اور تاریخی دلائل و براہین کے ساتھ مزین ہے۔

کئی افادات میں غیر مکمل اور دیگر کتب میں غیر موجود، یا متفرق معلومات کو ان صاحب نے مکمل اور یک جا کر دیا ہے۔ جیسے قرآن کریم کی آیت " یا ایھا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ " (سورۃ المائدہ :۸) کے تحت جملہ مرتدین کے قبائل کا ذکر کیا ہے۔ سورۃ الصف میں ابن عسکر نے صرف ایک افادہ بڑھایا، جبکہ استدراک کے تحت رسول اکرم ﷺ کے کچھ اسماء مبارکہ کی لغوی تشریح کے تحت کئی ادبی و علمی نکات جمع کر دیئے ہیں۔ (۱۴)

سورۃ الانبیاء میں امام سہیلی نے اپنی کتاب کے اندر کاتبانِ وحی کے ضمن میں ایک نام السجل کا انکار کیا ہے، اپنی کتاب میں ابن عسکر اس مقام پر کہتے ہیں: " وقد ردّ هذه الرواية وانكرها الطبری وغیرہ"، پھر اس کے بعد کاتبانِ وحی کے جملہ اصحاب کا ذکر کر کے باقاعدہ اس کتاب کا حوالہ بھی دیا ہے جس سے یہ معلومات انہیں دستیاب ہوئی ہیں۔ ایک موقعہ پر تاریخ عاد مکمل مگر اختصار کے ساتھ دی ہے۔ ایک دو آیات میں ہوا اور شہد کی مکھی کے اسماء یک جا بیان کیے ہیں۔ ان کے علاوہ کئی افادات میں ایسی ایسی معلومات لائے ہیں، جن کے مآخذ اب ناپید ہیں۔

۴۔ اس کتاب کی اہمیت اور مستند ہونے کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کی تالیف میں ابن عسکر نے بہت سی دیگر تفسیری و ادبی اور تاریخی کتب کے ساتھ ساتھ ان درج ذیل کتب سے بھی استفادہ کیا ہے۔(۱۵)

تفسیر کی کتابوں میں تفسیر یحییٰ بن سلام، تفسیر سنید بن داؤد المصیصی، تفسیر عبدالرزاق، ابوالعباس احمد بن عمار المہدوی کی تفسیر التحصیل لفوائد کتاب التفصیل الجامع لعلوم التنزیل ، ابن عطیہ الاندلسی کی المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز، علامہ زمخشری کی تفسیر الکشاف، ابوبکر بن ابی داؤد کی تفسیر، تفسیر الطبری اور ابن عزیز کی غریب القرآن۔

علوم القرآن میں ابو طاہر کی مشکل اضمار القرآن ، ابن المطرف کی کتاب القصص والاسباب التی نزل فیہا القرآن، ابن عدی کی ناسخ القرآن و منسوخہ، عبدالقاہر الجرجانی کی نظم القرآن۔

کتب حدیث میں صحیح مسلم، صحیح البخاری، سنن ابی داؤد، سنن الترمذی، الموطا لابن مالک ، اور ابن الجارود کی المنتقی۔

علوم الحدیث میں ثابت بن قاسم کی الدلائل، ابو عبید الہروی کی کتاب الغریبین، اور ابن العربی کی القبس ۔

کتاب السیرۃ میں ابن اسحاق کی السیرۃ النبویۃ ، اس کی شرح الروض الانف تالیف امام السہیلی، ابن عبدالبر کی الاستیعاب، اور الواقدی کی کتاب المغازی۔

احوال و عمومی تاریخ میں قاضی ابوالفضل کی اکمال المعلم، ابو نعیم الاصبہانی کی حلیۃ الاولیاء، ابن قتیبہ کی کتاب المعارف، ابو حاتم السجستانی کی کتاب المعمرین، کتاب البدء تالیف ابن ابی خیثمۃ ، تاریخ الطبری، کتاب المجر، لابن حبیب۔

نسب میں النضر بن شمیل کی کتاب المثالب، زبیر بن بکار کی کتاب نسب قریش و اخبارھا۔

ادب و لغت کی کتابوں میں امالی الزجاجی ، امالی القالی، ابن الانباری کی کتاب الزاہر، الزبیدی کی مختصر العین، مقامات الحریری، ابن درید کی کتاب الاشتقاق ۔

ان کتب کے علاوہ ابن عسکر نے اس علم میں کئی دیگر کتابوں سے استفادہ کرتے ہوئے قطرب ، ثعلب، ابن الانباری، ابن جنی، ہشام بن محمد بن الکلبی، المسعودی، ابن بطال، ابن بشکوال کی تاریخی اور ادبی و لغوی تالیفات سے مدد لی ہے۔

—۳—

علم مبہمات القرآن کی اس اہم کتاب کے تین خطی نسخوں کا مجھے علم ہوا ہے۔ ان میں سے سب سے اچھا نسخہ، جو خط مغربی میں ہے، دارالکتب المصریہ میں ۷۶۲ تفسیر میں ہے۔ یہ نسخہ صحت لفظی کے اعتبار سے بہت عمدہ ہے۔ کسی جیّد عالم کے ہاتھ کی تحریر معلوم ہوتا ہے، جیسا کہ اس میں لغوی یا دیگر غلطیوں کے نہ ہونے سے پتہ چلا ہے مگر افسوسناک امر یہ ہے کہ اس کے آخر میں اور درمیان سے کچھ ورق ضائع ہو گئے ہیں، جن کی وجہ سے یہ نسخہ ناقص ہے۔

اس کتاب کا دوسرا خطی نسخہ، جو ویسے تو مکمل ہے، مگر کئی مقامات پر غیر واضح اور غلط سلط سا لکھا ہوا ہے۔ اس نسخے کا کاتب، جس کا نام عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن عبداللہ بن سعید العجلونی ہے، صحت لفظی کا خیال نہیں رکھتا، چنانچہ کئی جگہوں پر عبارتیں مبہم اور املاء کی اغلاط سے پر ہیں۔ شہید علی پاشا کلیکشن استنبول کے اس نسخے میں کئی جگہوں پر حواشی بھی

ہیں۔

دارالکتب الظاہریہ دمشق میں ۱۲۴ تفسیر پر موجود نسخہ جسے محمد بن عمر بن البزار کے قلم نے ۷۳۷ھ میں تحریر کیا تھا، پتہ نہیں کیا معاملہ ہے، اس وقت دارالکتب الظاہریہ میں موجود نہیں ہے۔

استاذ مکرم علامہ عبدالعزیز المیمنی بھی اس کتاب کی اہمیت کو سمجھتے تھے انہوں نے اپنی "مذکرات" میں اس کتاب کا ایک نسخہ عاشر آفندی استنبول میں ذکر کیا ہے، مگر اس نسخے کا وجود اب کہیں نہیں ملا۔ یا تو یہ نسخہ وہی ہے جو شہید علی پاشا کلیکشن میں ہے، یا پھر اگر یہ نسخہ عاشر آفندی کلیکشن میں تھا تو اب وہاں موجود نہیں ہے۔

—۴—

اس مفید قرآنی علم کے سنہری سلسلے کی کتابوں میں سے امام سہیلی کی کتاب التعریف والاعلام ایک سے زیادہ مرتبہ چھپ چکی ہے۔ ابن جماعہ کی غررالتبیان بھی ڈاکٹر عبدالجواد خلف عبدالجواد کی تحقیق کے ساتھ زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہے۔ علامہ سیوطی کی مختصر کتاب بھی عرصہ ہوا قاہرہ سے چھپی تھی۔ محمد بن علی البلنسی کی کتاب صلة الجمع و عائد التذییل دو جلدوں میں بیروت میں چھپ گئی ہے۔ سب سے آخری کتاب ڈاکٹر عبدالجواد کی الیاقوت والمرجان بھی چھپی ہے۔ علاوہ بریں ابن عسکر کی التکمیل والاتمام کی طباعت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ سعودی عرب میں طبع ہو رہی ہے یا پھر ہو گئی ہے۔

حواشي و تعليقات

۱۔ التكميل والاتمام لكتاب التعريف والاعلام : فقرہ ۴

۲۔ كتاب التعريف والاعلام : ص ۸۔۹

۳۔ دیکھئے الاعلام : ۳/۳۱۳

۴۔ اشارة التعیین فی تراجم النحاة والغویین : ص ۲۹۶

۵۔ معجم المفسرین : ۲/ ۶۵ـ۶۷ـ۶۷

۶۔ مفحمات الاقرآن :ص۲

۷۔ صلة الجمع و عائد التذییل : مقدمہ

۸۔ مفحمات الاقران :مقدمہ

۹۔ ایضاح المکنون: ۱/۳۱۷

۱۰۔ معجم مصنفات القرآن الکریم : ۳/۱۳۴، ۴/۱۹۰، ایضاح المکنون : ۴/۳۶۳

۱۱۔ معجم مصنفات القرآن الکریم : ۴/۱۹۰

۱۲۔ اس جلیل القدر عالم کے حالات کے لیے دیکھئے : التکملة لکتاب الصلة : ۲/۶۴۱ـ۶۴۲، الاحاطة فی اخبار غرناطه : ۲/۱۷۲،۱۷۴،۳۷۳، سیر اعلام النبلاء :۲۳/۶۶، تاریخ قضاة الاندلس : ص۱۲۳، بغیة الوعاة : ص ۷۶

۱۳۔ بغیة الوعاة : ص ۷۶

۱۴۔ میری تحقیق کردہ اس کتاب کا فقرہ نمبر۱۳۲،۲۵۸،۲۶۷،۳۳۵،۵۰۳،۵۶۱ـ۵۶۲

۱۵۔ ان جملہ تالیفات کا ذکر ابن عساکر نے اپنی کتاب کے اندر اور آخر میں کیا ہے، دیکھئے فقرہ نمبر۶۲۷

مصادر و مراجع

۱۔ الاحاطة فی اخبار غرناطه ، تالیف لسان الدین ابن الخطیب ، تحقیق محمد عبداللہ عنان ، القاہرة : مکتبة الخانجی، ۱۹۷۳م

۲۔ اشارة التعیین فی تراجم النحاة واللغویین، تالیف عبدالباقی بن عبدالمجید الیمانی، تحقیق الدکتور عبدالمجید الوہاب، الریاض: مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیہ، ۱۹۸۶م

۳۔ الاعلام: قاموس تراجم لاشہر الرجال والنساء من العرب والمستعربین والمستشرقین، تالیف خیر الدین الزرکلی، طبعة ثانیة و خامسة

۴۔ ایضاح المکنون، تالیف اسماعیل البغدادی، استنبول: وکالة المعارف، ۱۹۴۵م

۵۔ بغیة الوعاة، تالیف جلال الدین السیوطی، القاهرة : مطبعة السعادة ، ۱۳۲۶ھ

۶۔ تاریخ قضاۃ الاندلس، تالیف ابی الحسن علی بن عبداللہ بن الحسن النباہی، تحقیق لیفی پروفنسال، القاہرۃ: دارالکاتب المصری، ۱۹۴۸م

۷۔ التعریف والاعلام بما ابہم فی القرآن من الاسماء والاعلام، تالیف ابی القاسم السہیلی، عنایۃ محمود ربیع، القاہرۃ: مکتبہ صبیح ، دون تاریخ۔

۸۔ التکملۃ لکتاب الصلۃ ، تالیف ابن الابار، تحقیق عزت عطار الحسینی، القاہرۃ: مطبعۃ السعادۃ، ۱۹۵۶م

۹۔ التکمیل والاتمام لکتاب التعریف والاعلام، تالیف ابی عبداللہ محمد بن علی بن خضر بن ہارون بن عسکر، تحقیق ڈاکٹر احمد خان، تحت الطبع۔

۱۰۔ سیر اعلام النبلاء، تالیف شمس الدین الذہبی، تحقیق نخبۃ من العلماء ، بیروت: موسسۃ الرسالۃ، ۱۹۸۲ء۔۱۹۸۵م

۱۱۔ صلۃ الجمع و عائد التنزییل ، تالیف محمد بن علی بن احمد الادسی الشہید البلنسی، طبعۃ بیروت، مجلدان

۱۲۔ معجم مصنفات القرآن الکریم، تالیف الدکتور علی شواخ اسحاق ، الریاض: دارالرفاعی، ۱۹۸۴م

۱۳۔ معجم المفسرین، من صدر الاسلام حتی العصر الحاضر، تالیف عادل نویہض، بیروت: موسسۃ نویہضض الثقافیۃ ، ۱۹۸۶م

۱۴۔ مفحمات الاقران فی مبہمات القرآن ، تالیف جلال الدین السیوطی، القاہرۃ : مطبعۃ السعادۃ، ۱۳۲۶ھ۔